پروفیسر حمزہ نعیم

رقابتیں نہیں قرابتیں ہی قرابتیں

کلمہ رسول پڑھے اور اصحاب رسول پر تنقید و تعریض؟ یا تو کلمہ خام ہے یا قسمت کی خرابی...... کسی بھی انسان کو جب ''صحابی رسول'' کہہ دیا گیا۔ اب کسی اور خوبی یا اہلیت ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے؟ بقول شاعر:

سب صحابہ سے عیاں ہے رنگ و بوئے مصطفیٰ برگ گل میں جس طرح سے بوئے گل پوشیدہ ہے

۲۳ سال کے عرصہ میں نبی آخریں حضور خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت آیات کرتے رہے، اپنے اصحاب کا تزکیہ کرتے رہے۔ تزکیہ کے بعد کتاب وحکمت سکھاتے رہے۔ صحبت رسول کا ایک لمحے کا کمال یہ ہے کہ چند لمحے پہلے جو ہزاروں جادوگر کلیم اللہ کے مقابلے میں آئے تھے، اب فرعون کو چیلنج کر رہے کہ ''تو ہمیں قتل اور سولی کی دھمکی دیتا ہے، جو تجھ سے ہو سکے کرلے۔'' (فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ) ہم ایمان چھوڑنے والے نہیں۔ پھر وہ سولی چڑھ گئے مگر موسیٰ کلیم اللہ کا کلمہ نہیں چھوڑا...... یہ تو صرف صحبت کلیم اللہ کے چند لمحوں کی بات تھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳ سال کی محنت، تزکیہ اور صحبت اتنی کمزور کیسے ہوسکتی تھی کہ ان کی دنیا سے رخصتی کے بعد سارے صحابہ مرتد ہو جاتے، سوائے تین کے۔ محمد رسول اللہ کی تربیت سے قبائلی عصبیت ختم ہوگئی تھی لیکن ان کی وفات پر پھر اپنے عروج پر پہنچ گئی، ایک طرف عبشمی اُموی تھے دوسری طرف علوی عباسی ہاشمی۔

سینوں سے کینے، نبی مکرم علیہ السلام نکال کر معارف اور حکمتوں کا خزینہ بھر گئے تھے۔ امام ابوزرعہ فرماتے ہیں:

''قانون یہ ہے کہ جب تو کسی کو دیکھے کہ وہ اصحاب رسول میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے، تو سمجھ لے وہ زندیق ہے۔ اس لیے کہ رسول برحق ہے، قرآن برحق ہے، قرآن اور سنت رسول ہم تک پہنچانے کا ذریعہ اصحاب رسول ہیں، لوگ ہمارے دین کے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں تاکہ کتاب وسنت کو مجروح کرسکیں حالانکہ یہی لوگ لائق جرح ہیں اور زندیق ہیں۔'' (وھم زَنادِقہ) (بحوالہ کفایۃ ص: ۴۹۔ اصابہ، فصل: ۳)

صحبت رسول ایسا تریاق ہے کہ کلمۂ اسلام کا اقرار کرتے ہی جسم وجان سے تمام باطل اثرات کو ختم کردیتی ہے۔ **وکانوا احق بھا و اھلھا**، کوئی صحابی غیر عادل نہیں ہوسکتا۔ کوئی غیر صحابی متقی، ولی، قطب، ابدال، اُحد پہاڑ برابر سونا خیرات کردے تو ایک لمحہ بھر کے صحابی کے ایک مُدّ بلکہ نصف مُدّ جَو کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (مفہوم حدیث) اللہ کریم نے تو ایک عجیب فیصلہ نازل فرمادیا کہ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (القرآن) اصحاب رسول سے غیظ وغصہ کافر ہونے کی واضح نشانی ہے۔ ایک نبی کا انکار سارے نبیوں کا انکار شمار ہوتا ہے، بالکل اسی طرح ایک صحابی رسول سے بغض وعناد در پردہ تمام اصحابِ رسول اور اہلِ بیت رسول علیہم الرضوان کا انکار ہے۔ بُغض معاویہ رضی اللہ عنہ والے دل میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نواسہ رسول کی محبت کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟

سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے بعض وثیقہ جات پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بطور گواہ پیش فرمایا۔ ایک موقع پر حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر پر حضرت

ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے دستخط بطور گواہ کروائے گئے۔ یہ گویا ان پانچوں کے خلفائے نبوی ہونے کی ایک قسم کی پیشگوئی تھی۔

(السیرۃ الحلبیہ، جلد:۳،ص:۲۴۰ بحوالہ سیرت معاویہ، حکیم محمد احمد ظفر،ص:۱۵۸)

اب تھوڑا سا ہم آج کی سکولوں، کالجوں میں پڑھائی جانے والی تاریخ اسلام کی طرف آتے ہیں۔ کوئی عابد علی نے ایک بڑے اخبار روزنامہ ''اسلام'' بروز اتوار، مورخہ: ۱۲؍اکتوبر ۲۰۱۴ء کی اشاعت میں شاید وہیں سے لکھا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت کی اصل بنیاد بنی ہاشم اور بنی اُمیّہ کی خاندانی رقابت تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخی افسانے کے بطلان پر تو اب باقاعدہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر سکولوں کالجوں میں ابھی تک وہی روایات پڑھائی جاتی ہیں جو نہایت ضعیف اور مجروح بلکہ گھڑی ہوئی ہیں۔ عبد شمس، ہاشم، نوفل اور مُطّلِب چار مشہور سردار تھے۔ ان کے والد جناب عبد مناف خاندان کے سربراہ تھے، چاروں مذکور سرداروں کو دوسرے ممالک میں بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کا بلکہ پورے قریش، اہلِ مکّہ کا امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار تھا۔ صرف ہاشم ہی اہل مکّہ میں نمایاں نہیں تھے بلکہ چاروں مذکور سرداروں نے مثلاً عبد شمس نے نجاشی شاہ حبشہ سے، نوفل نے کسریٰ شاہِ ایران سے، مُطّلِب نے یمن کے ملوک حمیر سے اور ہاشم نے شاہانِ روم و نجران کے غساسنہ سے اہل مکہ کے لیے مذکور بالا علاقوں میں آبادکاری اور بلاٹیکس تجارت کے پروانے حاصل کیے تھے۔ (طبری،ص:۲۷) تاریخ میں اسی لیے ان چاروں بھائیوں کو مجیرون (پناہ دلانے والے) کہا گیا۔ نجاشی شاہ حبش سے یہ مراعات ہاشم نے نہیں عبد شمس نے حاصل کی تھیں۔ مسٹر عابد علی لکھتے ہیں جس کا حوالہ انھوں نے نہیں دیا کہ ''ایک موقع پر ایک کاہن کے سامنے جب جناب ہاشم اور جناب اُمیّہ کا مناظرہ ہوا۔ دلائل میں اُمیّہ ہار گئے، لہٰذا شرط کے مطابق ۵۰ اونٹ جرمانہ کیا گیا اور دس سال کے لیے شام کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ بس یہیں سے دنوں خاندانوں میں عداوت پیدا ہوئی۔'' موصوف نے اس روایت کا حوالہ نہیں دیا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سردار اُمیّہ کے بیٹے حرب اور سردار ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب ندیم (گہرے دوست) کہلاتے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان اُموی رضی اللہ عنہ جناب ربیعہ بن حارث ہاشمی کے ندیم تھے اور اسی طرح ہاشمی سردار حضرت عباس اور اُموی سردار ابوسفیان رضی اللہ عنہما میں گہری دوستی چلی آ رہی تھی۔ اسی بنا پر فتح مکہ سے ایک دن پہلے انھوں نے ابوسفیان کو پناہ میں لے کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی جان بخشی کروائی تھی اور ان کا اسلام قبول کر لیا گیا تھا۔ بلکہ ان کے گھر کو مثلِ حرم کعبہ، دارالامن اور پناہ گاہ عالمیان قرار دے دیا تھا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ بنو ہاشم کے سردار زادگان عبداللہ بن جعفر اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو خصوصاً محبوب رکھتے تھے اور دورانِ خلافت گراں قدر عطیات دیتے تھے۔ حضرت مروان علی زین العابدین بن سیدنا حسین کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے۔ بوقت وفات وصیت کی کہ ایک گراں قدر عطیہ میری طرف سے علی زین العابدین کے ذمہ قرض ہے یہ وصول نہ کیا جائے۔

معاندین کہتے ہیں خاندانی رقابت کے باعث بنی اُمیّہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی جب کہ مکہ مکرمہ کے دوران ابوسفیان کی کوئی زیادتی ثابت نہیں ہوتی بلکہ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جب مشرکین نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تھے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے گھر میں پناہ لیتے تھے۔ یہی دار ابی سفیان نبی پاک کے گھر یعنی

دار خدیجہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے گلی میں دوسری طرف جانب شمال موجود تھا۔ (البدایہ والنہایہ) ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے کہ ملعون ابوجہل نے ایک دن اُمّ السادات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کو، جب کہ وہ کم سن تھیں تھپڑ مار دیا۔ معصوم بچی روتی ہوئی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آنخضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے حضرت ابوسفیان کے پاس بھیجا کہ بیٹی ان کو جا کر بتاؤ، حالانکہ وہ ابھی داخل اسلام نہ ہوئے تھے۔ سیدہ فاطمہ گئیں شکایت کی تو حضرت ابوسفیان خود ان کے ساتھ حرم محترم پہنچے۔ جہاں ابوجہل اپنے ہم جنسوں میں بیٹھا خوش گپیاں لگا رہا تھا۔ حضرت ابوسفیان نے سیدہ فاطمہ سے کہا: بیٹی اسے تھپڑ مار کر اپنا بدلہ لو۔ سیدہ فاطمہ نے ننھے ہاتھ سے ابوجہل کے گال پر تھپڑ لگایا وہ تلملاتا رہ گیا اور سردار ابوسفیان کے سامنے کچھ نہ کہہ سکا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ رب کعبہ کی بارگاہ میں اٹھ گئے۔ **اللّٰھم لاتنساھا لابی سفیان.** اے اللہ! ابوسفیان کا مجھ پر یہ احسان تو بھی نہ بھلانا۔ بتایئے خاندانی رقابت اسی کو کہتے ہیں؟

مضمون نگار نے لکھا ہے کہ ''چار آدمی بنی ہاشم کے ستون تھے۔ ابوطالب، حمزہ، عباس اور ابولہب۔ ان میں سے صرف ابولہب دشمن رہا، باقی سب ایمان لائے۔'' حالانکہ تمام مستند تفسیریں گواہ ہیں کہ نبی پاک کی زبردست کوششوں کے باوجود مرتے ہوئے ابوجہل کے سامنے ابوطالب نے کہا تھا: **بَلْ وَ عَلٰی مِلَّۃِ عَبد المُطَّلِب.** میں تو عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں اور پھر اس کی جان نکل گئی تھی۔ لا الٰہ الا اللہ کی نبوی تلقین کے باوجود اس نے کلمہ نہ پڑھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بے حد غمگین ہوئے، آنکھوں میں آنسو آ گئے ہفت افلاک کے اوپر سے جبریل فوراً وحی لے کر آئے تھے۔ **اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاء.** اے پیارے رسول بے شک جسے آپ پسند کریں ضروری نہیں کہ آپ اُسے ہدایت بھی دے سکیں بلکہ اللہ ہی ہدایت دیتا ہے جسے وہ چاہتا ہے۔ ان آیتوں کا یہی شان نزول لکھا ہوا ہے۔ حضرت علی کی ایک روایت بھی موجود ہے جس میں انھوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آپ کا مشرک چچا فوت ہو گیا۔ (حیات الصحابہ)

سیدنا حمزہ بلاشبہ السابقون الاوّلون میں سے ہیں اور حضرت عباس نے بھی اپنے اسلام کا اظہار فتحِ مکہ سے کچھ پہلے کیا۔ ابولہب کا بڑا بیٹا غزوۂ بدر میں دشمن کی صفوں میں مارا گیا جب کہ عقیل گرفتار ہو کر حضرت عباس کی طرف سے فدیہ دینے پر چھوڑ دیے گئے، فتحِ مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ ہاشمی خانوادہ بے شک عظیم ہے، سب سے بڑی عظمت خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی خاندان سے مبعوث ہونا ہے مگر علی، جعفر اور حمزہ رضی اللہ عنہم کے سوا کون ہے جس نے اسلام میں سبقت کی ہو؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی اور سگے چچا حارث کے بیٹے ابوسفیان مغیرہ ہاشمی بھی سردار تھے مگر ہمہ وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی و بے توقیری میں لگے رہے۔ کہیں فتحِ مکہ کے بعد اسلام لائے۔ انھی کے ہجویہ اشعار کا جواب شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت دیا کرتے (دیوان حسان) بلا تقابل تین ہاشمی سرداروں جعفر، علی، حمزہ رضی اللہ عنہم کے سوا کوئی ہاشمی آغاز اسلام میں نظر نہیں آتا، جب کہ عبشمی، اُموی درجنوں کے حساب سے اسلام میں سبقت لے چکے تھے۔ جن میں سے چند ایک ہم بتائے دیتے ہیں۔ کریز اُموی کی دو بیٹیاں، اروٰی اور سُعدیٰ (حضرت عثمان کی والدہ اور خالہ) خالد بن سعید، عمرو بن سعید، عثمان بن عفان کہ تینوں سابق الاسلام ہیں اور بیویوں سمیت مہاجرین حبشہ ہیں۔ حضرت

ابوالعاص داماد نبی غزوۂ بدر کے بعد اسلام لائے مگر آغاز اسلام سے ہی نبی علیہ السلام اور اصحاب رضی اللہ عنہم نبی علیہ السلام پر احسان کرتے چلے آئے۔ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھانجے بھی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چچا کے ہاتھوں بہت دکھ اُٹھائے مگر نہایت ثابت قدم اور فضیلت پر قائم رہے، نبی پاک علیہ السلام کے دہرے داماد، مہاجر حبشہ پھر مہاجر مدینہ بنے۔ رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ، ابوخدیفہ بنت عتبہ، سالم مولی ابی حذیفہ، اُم کلثوم بنت عتبہ، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہم فتح مکہ سے ایک دن پہلے، ان کے دو بیٹے یزید اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما غزوۂ حدیبیہ کے بعد اور دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ اور زوجہ ہند رضی اللہ عنہم خوش دامن رسول فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ بنی اُمیّہ کے حلیف قبائل مثلاً بنوغنم کے چالیس افراد آغاز اسلام میں داخل اسلام ہوئے۔ ابن اسحٰق اور ابن سعد نے ۲۳ مردوں اور ۸ خواتین کے نام لکھے ہیں۔ ڈھائی تین سو افراد کی روایت بھی آتی ہے۔ بہر حال تقابل مقصود نہیں، بہ امر مجبوری جواباً چند بزرگ نام گنوادیے ہیں۔

مقالہ نگار نے لکھا ہے ''حضرت عثمان کی شہادت کا راز معاویہ، عثمان اور مروان کے تعلقات میں مضمر ہے۔''
لکھتے ہیں ''عام طور پر مخالفت پر تُلے رہے۔''

جواباً عرض ہے کہ اگر حضرت مروان صغار صحابہ میں ہیں، لیکن وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیوں کے خسر بزرگوار بھی ہیں۔ مگر آپ نے تو حضرت معاویہ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہما کا استثناء نہیں کیا۔ جب کہ نبی پاک نے فتح مکہ کے موقع پر اعلان فرمایا تھا: مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِن. جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔

اگر چند ہاشمی نفوسِ قدسیہ نے سبقت اسلام کا شرف حاصل کیا تو یہی شرف بعینہٖ چند اُموی پاکبازوں نے بھی حاصل کیا، اگر جعفر طیار ہاشمی رضی اللہ عنہ نے تکالیف اٹھائیں اور حبشہ پھر مدینہ ہجرت کی تو عثمان اُموی رضی اللہ عنہ نے اُن سے زیادہ تکالیف اٹھائیں اور اپنی اہلیہ بنتِ رسول سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سمیت پہلے حبشہ پھر مدینہ ہجرت فرمائی۔ اگر ابوسفیان اموی اور عقبہ بن ابی معیط اُموی نے اسلام کی مخالفت کی تو ابولہب ہاشمی اور ابوسفیان بن حارث ہاشمی نے بھی نبی اُمّی علیہ التسلیم کی دشمنی اور عناد اسلام میں کمی نہیں چھوڑی۔ لہٰذا یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ اُمویوں نے غیر معمولی طور پر یا بنوہاشم کے ساتھ پرانے عناد کی وجہ سے اسلام اور رسول اکرم کی مخالفت کی تھی۔ کسی صحابی کے سوال پر اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کس نے نہیں کی؟ سوائے ایک دو کے سب نے مخالفت کی۔ حضرت عمر تو قتل کے ارادے سے چل پڑے تھے۔ دوسرے لوگوں نے کچھ کم مخالفت نہیں کی تھی۔ اور ابوسفیان بن حرب اُموی کی مخالفت تو اس لیے بھی تھی کہ وہ تمام قبائل قریش اور اہالیان مکہ کی طرف سے جنگی امور کے ذمہ دار تھے آج کی بولی میں بیک وقت وزیر دفاع اور وزیر جنگ۔

مقالہ نگار نے لکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکیلے ہی نبی کے مخالف کیمپ سے تن تنہا ہاشمی کیمپ میں چلے آئے تھے۔ (اوپر مختصراً عرض کر دیا کہ اُموی خاندان اور ان کے حلفا کس قدر کثیر تعداد میں داخل اسلام ہوئے تھے)۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان بھی گزرا کہ کس نے مخالفت نہیں کی، وہ تو سب نے کی سوائے ایک دو کے اور یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اس وقت کے مکہ میں ہاشمی اور اموی کیمپ نہیں تھے بلکہ اصحاب وانصار رسول اور اعدائے رسول واصحاب رسول دو کیمپ تھے۔ ایک کیمپ مومنین محبان وفدایان

رسول کا تھا۔ جس میں ہاشمی بھی تھے، اموی بھی تھے۔ دوسرا کیمپ اعدائے رسول واعدائے صاحبِ رسول تھا جس میں ہاشمی ابولہب اور ابوسفیان بن حارث ہاشمی، اُموی عقبہ بن ابی معیط اور ابوسفیان بن حرب اُموی سے دشمنی رسول ودشمنی اصحاب رسول پیش پیش تھے۔ دوسرے خاندان مثلاً بنی مخزوم جو ابوطالب کی بیٹی کے سسرال اور ابوطالب کی دادی امّاں فاطمہ کے خاندان کے لوگ تھے۔ ابوجہل اس کے بیٹے عکرمہ اور خالد بن ولید اگر دشمنان نبی تھے (عکرمہ اور خالد بعد میں جیش اسلام کے کمانڈر رہنے) تو اسی ابوجہل کے بھائی سلمہ اور چچازاد بھائی ارقم بن ابی الارقم اور خالد بن ولید کے بھائی ولید بن ولید رضی اللہ عنہم سابقون الاوّلون میں سے تھے۔ اسی ابوجہل کی چچازاد بہن سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بھی سبقت اسلام اور خاوند سمیت ہجرت حبشہ سے سرفراز ہوئیں، پھر اُمّ المؤمنین کا اعلیٰ ترین رتبہ نصیب ہوا۔ اسی طرح دوسرے قبائل بھی ایمان اور کفر کے کیمپوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایمان اور کفر، حبّ رسول اور عداوت رسول کا رشتہ خونی رشتوں سے دونوں جانب بڑھ کر تھا۔ مسلمانوں کو ایمان رشتہ داریوں سے زیادہ پیارا تھا تو کفار بھی کفر کو برادری پر ترجیح دیتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ اُموی، ہاشمی دو کیمپ فرض کرنا صاحب مضمون کے مسخ شدہ فکر تاریخ کا نتیجہ ہے۔ بلکہ ایک کیمپ نبی اور اصحابِ نبی کا تھا، دوسرا کیمپ اعدائے نبی اور اعدائے صحابہ کا تھا۔ مقالہ نگار نے بلا تحقیق لکھ دیا کہ ''نبی پاک نے تزکیہ فرمایا تو بنی ہاشم میں بنی اُمیہ کی رقابت دور ہوگئی، اُموی ہاشمی بھائی بھائی بن گئے، توحید کا جذبہ گھٹا تو غرضیں بڑھ گئیں۔ پھر دلوں میں تفاوت پیدا ہوگیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند سالوں میں خلافت نبوی اور امارت اسلامی کا شیرازہ بکھر گیا۔'' سوال: کیا نبی پاک علیہ السلام کا تزکیہ اتنا کمزور تھا؟ انسان کی حیا فوت ہوجائے تو وہ کچھ بھی کر گزرتا ہے۔ اگر نبی علیہ السلام کے تزکیہ یافتہ لوگوں کا جذبۂ توحید گھٹ گیا تو مقالہ نگار کے دل کی توحید کا منبع کس جگہ سے پھوٹتا ہے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

لیجیے ایک اور انداز سے بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں: بنو ہاشم، بنو عبدشمس، (بشمول بنو اُمیّہ)، بنونوفل اور بنو مطلب۔ یہ چاروں خاندان بنی عبدمناف کی شاخیں تھیں۔ یہ خاندان بنی عبدمناف قبل اسلام بھی تھا، زمانہ بعثت نبی میں بھی اور بعد میں بھی۔ مؤرخ ابن اسحٰق نے اور دوسرے اہلِ تاریخ نے لکھا ہے کہ جب کبھی بنی مخزوم یا کسی دوسرے قریشی قبیلے کے ساتھ کوئی معاملہ یا مقابلہ ہوتا تو بنو عبدمناف کے یہ چاروں خاندان متحدہ محاذ کی صورت میں نظر آتے۔ چند مشہور مواقع کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱) جب آیت و أنذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو آواز دی اور دیگر قبائل کو رخصت دے دی۔ بنی عبدمناف کو روک لیا، انھیں دعوتِ اسلام دی، یہ وہی موقع ہے جب ابولہب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا کیا تھا اور جواب میں سورت لہب نازل ہوئی۔ یہاں بنی ہاشم یا بنی اُمیّہ یا بنی عبدشمس کا ذکر نہیں فرمایا، بنی عبدمناف کو کلمہ اسلام کی دعوت دی تھی۔ (حیات الصحابہ عربی، اردو جلد اوّل، ص: ۱۱۵)

۲) ایک موقع پر کفار قریش اکٹھے بیٹھے تھے کہ وہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ابوجہل نے استہزاء کرتے ہوئے وہاں موجود (ہاشمی اُموی وغیرہما...... عبدمناف) لوگوں سے کہا: ''اے بنی عبدمناف یہ ہے تمھارا نبی'' اس پر باوجود دشمنی اسلام کے بنی عبدمناف کے اسی اُموی شاخ کے سردار عتبہ بن ربیعہ نے کہا تھا: ''اے ابن ہشام اگر ہمارے (یعنی بنی عبدمناف کے) اندر کوئی فرشتہ اتر آئے یا کوئی نبی ہوجائے تو تمھیں تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ خیال رہے کہ عتبہ مذکور ہاشمی نہیں تھا اور ہاشمی ابولہب یا دوسرا

کوئی نہیں بولا اور عبدشمس کی شاخ میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبد مناف نے بنی عبد مناف کی نمائندگی کی تھی۔اسی موقع پر نبی پاک نے عتبہ سے فرمایا تھا کہ تم نے خاندانی عصبیت کا دفاع کیا ہے، اللہ کے رسول کا دفاع نہیں کیا (اوکما قال)

۳) فتح مکہ سے ایک روز پہلے حضرت ابوسفیان بطور قریشی قائد امور جنگ کے خود مسلمانوں کے لشکر کا معائنہ کرنے کے لیے آئے۔ حضرت عباس نے دیکھ لیا، اپنی پناہ کا اعلان کیا، حضرت عمر کی نظر پڑ گئی، کہا اس دشمن اسلام کا سر قلم کروں گا۔ بار بار اصرار پر حضرت عباس نے کہ وہ زمانہ جاہلیت سے ان کے ندیم تھے، فرمایا: اے عمر! اگر تمھارے خاندان (بنی عدی) کا کوئی فرد ہوتا تو تم بار بار اُسے قتل کرنے پر اصرار نہ کرتے مگر تمھیں بنی عبد مناف کی کیا پرواہ؟ یہاں حضرت عباس نے بھی بنی ہاشم یا بنی اُمیہ کی بات نہیں کی بلکہ دونوں شاخوں کے جدامجد عبد مناف کا نام لیا...... حضرت عمر نے معذرت کی اور کہا کہ اے عمِ رسول اگر میرے والد اور آپ کا تقابل آپڑتا تو مجھے اپنے والد کے اسلام سے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اے عمِ رسول آپ کے اسلام سے ہوئی۔''

۴) مدینہ منوّرہ میں مجلس نبوی کے دوران پروانوں کی موجودگی میں ایک ثناخوانِ رسول نے کسی قدیم شاعر کے چند اشعار پیش کیے، جن میں ایک شعر یہ تھا:

یا أیھا الرجل المحوّل رحلہ　　　　ألا نزلت بِاٰل عبد مناف

ترجمہ: اے بے گھر مسکین مسافر تو آل عبد مناف کے پاس کیوں نہ حاضر ہوا۔ وہ تیرا فقر دور کرنے کیے کافی ہو جاتے
(رحمۃ للعالمین منصور پوری، ص: ۶۳، جلد: ۲)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ شعر سن کر بے حد مسرور ہوئے...... یہ اشعار بنی عبد مناف کی تعریف میں تھے۔

۵) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اعلیٰ چلے جانے پر ثانی اثنین سجادہ نشین مصلیٰ نبوی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی، بنی اُمیہ شاخ کے ایک صحابی، خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جو یمن میں کسی ذمہ داری نبھانے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ جب مدینہ واپس پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے شکوہ کیا۔ الفاظ کچھ یوں تھے کہ تم آل عبد مناف کی موجودگی میں قریش کے عددی لحاظ سے ایک چھوٹے قبیلے کے ایک آدمی کو خلیفہ بنا دیا گیا؟۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہایت ٹھنڈے دل سے انھیں سمجھایا، فرمایا کہ خالد! تم اسے خلافت سمجھتے ہو یا خاندانی وراثت۔ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اہل سمجھا تو ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی...... حضرت خالد کی تسلی ہوگئی کہ ہاں یہ خلافت ہے...... یہاں بنی اُمیہ کے فردِ فرید حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے بنی ہاشم کی عظمت بیان کرتے ہوئے تعجب کا اظہار نہیں کیا کہ تم بنی ہاشم موجود تھے یا تم بنی عبدالمطلب موجود تھے بلکہ بنی عبد مناف کا نام لیا...... بنی عبد مناف کوئی معمولی خاندان نہ تھا۔

۶) دینی مدارس میں پڑھائی جانے والی ایک چھوٹی لیکن قد میں بڑی کتاب کا نام ہے ''پکّی روٹی'' مطلب ہے روحانی مکمل غدا...... اسی اہم کتاب کی ابتدائی چند سطور میں لکھا ہے (بزبان پنجابی)

''جے کوئی پچھے نبی پاک دیا کتنیاں پیڑھیاں یاد کرنی فرض ہن توں آکھ جی چار...... حضرت محمد بیٹے حضرت عبداللہ دے، حضرت عبداللہ بیٹے حضرت عبدالمطلب دے، حضرت عبدالمطلب بیٹے ہاشم دے، حضرت ہاشم بیٹے حضرت عبد مناف دے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چار پشتیں یاد رکھنا لازمی ہیں، ان میں چوتھے دادا حضرت عبد مناف ہیں۔ اکثر بڑے اصحاب رسول انہی عبد مناف تک جا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم جدّ ہو جاتے ہیں پھر فہر (قریش) تک تو اصحاب عشرہ مبشرہ سمیت تقریباً سارے اصحابِ علیہم الرضوان اس شجرۂ طیبہ کے طیب آمیز ایک ہی گلدستہ بن جاتے ہیں۔ تو یکّی روٹی کی ان سطور میں بنی عبد مناف کی عظمت اور ایک لحاظ سے نبی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اشارہ ہے۔

۷) نہج البلاغہ مشہور کتاب ہے جس میں بے شمار خطبات ومکتوبات وغیرہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس میں کئی مقامات پر حضرت علی نے حضرت امیر معاویہ کو خطاب کیا ہے یا ان کا اور ان کے خاندان کا ذکر کیا ہے۔ وہاں فرماتے ہیں کہ ہم اور تم اکفاء ہیں، ہم نے تم سے رشتے لیے ہیں اور تمھیں رشتے دیے ہیں۔ ہم نے کبھی تم پر تفاخر نہیں کیا نہ تم ہم سے زیادہ مفتخر ہو...... (گویا اُموی ہاشمی نسبت کی بجائے ہم سب بنی عبد مناف ہیں۔)

خلیفہ راشد سیدنا علی شیر جلی رضی اللہ عنہ سے منسوب سیکڑوں حکمتیں، کلمات واقوال اہل علم وحکمت اہل ایمان سے مخفی نہیں۔ ویسے تو نبی اُمّی کا ہر صحابی حکمتوں کی کان ہے تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ منفرد شان ہے، تو آیئے حضرت سے منسوب اسی قول کو لیتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آل علی یا بہ الفاظ دیگر بنی اُمیہ و بنی عبد شمس اور بنی ہاشم میں کوئی بُعد نہیں، یہ سب لوگ اکفاء ہیں۔ ایک برابر ہیں، صرف ایک امر پر اختلاف ہو گیا۔ جس میں ہر فریق اپنے کو حق سمجھتا ہے۔'' (شہادت علی وحسین نیز شہادت طلحہ وزبیر یعنی جمل وصفین کے جھگڑوں میں اصل ہاتھ تو سبائی بلوائیوں کا ہے)

زمانہ جاہلیت ہو، آغاز اسلام ہو یا خلافت راشدہ یا حادثۂ کربلا کے مابعد کا زمانہ، ہاشمیوں اور اُمویوں میں آپس کا شادی بیاہ جاری رہا۔ اس سلسلے میں اڑتالیس سے زائد رشتہ داریاں ہیں، یہ کیسے ممکن ہے کہ بقول معاندین کے عداوتیں بھی چل رہی ہیں اور بہنوں بیٹیوں کے رشتے بھی لیے دیے جا رہے اور عصبیت کی آخری حد تک غیور قریشی خاندانوں اُمویوں اور ہاشمیوں کو غیرت ہی نہیں آ رہی۔ فریق مخالف تو کہہ سکتا ہے، فلاں لڑکی فلاں شہزادے کے پاس بھاگ گئی......اور یہ کہ حضرت نے تقیہ کر لیا یا فلاں نے غصب کر لی، مگر کیا ان غیرت کے پتلوں کی غیرت ان بے حمیتوں کو برداشت کر لیتی تھی؟......یا یہ ایک سلسلہ خیر تھا جو ان اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کو ہر دینی ودنیوی ادا میں مثالی، واجب العمل دکھار ہا تھا۔ چند ایک مثالی رشتے محبت ومودت کے ملاحظہ کریں۔

۱) حرب اور عبد المطلب کے ندیم ہونے کا ذکر آ چکا......انھی حرب کی بیٹی اُمّ جمیل عبد المطلب کے بیٹے ابولہب کی بیوی ہے اور عبد المطلب کی بیٹی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ، حرب کے بیٹے حارث کی بیوی (حارث کی وفات پر عوام بن خویلد سے نکاح ہوا)، اُم الحکیم البیضاء بنت عبد المطلب ہاشمی کریز بن ربیعہ عبشمی کے گھر فاطمہ بنت عتبہ عبشمی، عقیل بن ابی طالب ہاشمی کی بیوی، ام حبیبہ بنت ابی سفیان اُموی آقائے دو جہاں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر یعنی اُم المؤمنین بنیں۔ ابوسفیان اُموی کی بیٹی ہند، حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب کے گھر۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بہن میمونہ کی بیٹی لیلیٰ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی زوجۂ محترمہ۔ زمانہ اسلام میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے گھر عم النبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پوتی لبابہ بنت عبید اللہ بن عباس ہاشمی۔

بنت رسول زینب ابوالعاص (''مِقسَم الملقب بہ ''لقیط'') عبشمی کے گھر، بنت رسول رقیہ پھر بنت رسول اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح ذی النورین عثمان غنی اُموی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی رملہ حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہما کے بیٹے معاویہ کے نکاح میں، دوسری بیٹی حضرت مروان کے دوسرے بیٹے امیر المؤمنین عبدالملک کے نکاح میں یہی حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ اپنوں پرایوں میں بدنام کیے جاتے ہیں اور یہی حضرت علی کے دوہرے سمدھی ہیں۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں نفیسہ اور حمادہ علی الترتیب ولید بن عبدالملک اور اسمٰعیل بن عبدالملک بن مروان اُموی کے نکاح میں۔ سیدہ نفیسہ کے بعد حضرت حسن کی دوسری بیٹی زینب بھی ولید بن عبدالملک کے نکاح میں۔ حضرت حسن کی پوتی خدیجہ اسمٰعیل بن عبدالملک اُموی کے نکاح میں۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ایک اور پوتی حضرت مروان کے بیٹے معاویہ کے نکاح میں۔ اسی طرح سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی بیٹی سکینہ پہلے حضرت مروان کے پوتے اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان کے نکاح میں آئی، ان کی وفات پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمرو کے نکاح میں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نواسی ربیحہ حضرت مروان کے پڑپوتے عباس بن ولید کے گھر میں، سیدنا حسین ہاشمی رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ عبداللہ بن عمرو بن عثمان غنی اُموی کے نکاح میں، حضرت علی کے بیٹے عباس علمدار کی پوتی نفیسہ حضرت معاویہ کے پڑپوتے عبداللہ بن خالد بن یزید کے گھر میں۔ (اب حکومت بھی اس خاندان میں نہ رہی تھی) سیدہ اُمامہ بنت ابی العاص عبشمی رضی اللہ عنہما حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت عائشہ بنت عثمان غنی اُموی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بھانجی یعنی سیدہ زینب کی بیٹی (حضرت فاطمہ کی نواسی حضرت عبداللہ بن جعفر کی بیٹی) اُمّ کلثوم کا نکاح ثانی اُموی گورنر حجاج بن یوسف کے ساتھ ہوا، پھر تیسرا نکاح اس ہاشمی خاتون کا حضرت عثمان غنی کے بیٹے ابان کے ساتھ ہوا۔ انہی اُمّ کلثوم کی بہن سیدہ اُمّ ابیہا ہاشمیہ کا نکاح حضرت مروان کے بیٹے امیر المؤمنین عبدالملک کے ساتھ ہوا۔ اس سے پہلے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار ہاشمی کی بیٹی سیدہ اُمّ محمد حضرت امیر معاویہ کی بہو بن چکی تھیں۔ واقعہ کربلا کے بعد سیدہ زینب بنت علی و فاطمہ انھی سیدہ ام محمد (اپنی سوتیلی بیٹی) کے پاس ٹھہرتی تھیں۔ اور بھی درجنوں رشتے داریاں بنی ہاشم اور بنی اُمیّہ کی نکل آئیں گے۔ استقصا مقصود نہیں ہے، صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ بنواُمیّہ اور بنوہاشم جاہلیت سے لیکر آغاز اسلام تک اور پھر صفین و کربلا کے واقعات کے بعد تک خصوصاً حسنین کریمین کی بنواُمیّہ سے رشتہ داریاں کیا اس حقیقت کا واضح ثبوت نہیں کہ بنی عبد مناف کی ان دونوں شاخوں میں نہ کوئی رقابت تھی نہ عداوت، نہ قبل از اسلام نہ بعد از اسلام اور نہ بعد از حادثۂ کربلا...... اس بات کو اُموی و ہاشمی سب چھوٹے اور بڑے سمجھتے تھے کہ یہ فتنے اعداء اسلام کی سازشوں سے وقوع پذیر ہوئے۔

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی سابق ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ اکیڈمی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ لکھتے ہیں: یہ کہانی آپ نے عام طور پر سنی ہوگی کتابوں میں (سکول و کالج: از راقم سطور) عام طور پر سنائی جاتی ہے کہ بنواُمیّہ اور بنوہاشم میں رقابت تھی، دشمنی تھی لیکن یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ کم سے کم تیس چالیس شادیاں دونوں خاندانوں میں اس زمانے کی موجود ہیں، تجارتی تعلقات موجود ہیں، ندیمی کے تعلقات ہیں، سماجی تعلقات ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے

تعلقات ملتے ہیں۔ بحوالہ ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ، (اپریل ۲۰۱۴)

محقق العصر ڈاکٹر علامہ خالد محمود لکھتے ہیں: ''بنواُمیّہ اور بنوہاشم آپس میں بہت قریب تھے، آپس میں بھائی چارہ اُن میں برابر قائم تھا...... یہ درست نہیں کہ جاہلی جذبے سے وہ ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے......افسوس کہ ہم اس سے اتفاق نہیں کرسکتے۔ (بحوالہ خلفائے راشدین، ص: ۴۵۱)

علامہ صاحب لکھتے ہیں: یہ دعویٰ کہ اسلام کے نور سے یہ خاندانی رقابتیں صرف دبی تھیں، بجھی نہ تھیں، قرآن کریم کے اس تصور کے بالکل خلاف ہے۔ **واذکروا اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا و کنتم علی شفاحفرة من النار فانقذکم منها.** (القرآن)

اگر ان غلط تاریخی روایات کو جوں کا توں لے لیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن میں ناکام رہے۔ (حوالہ بالا)

بالکل یہی مفہوم، محقق دوراں مولانا محمد نافع (محمد شریف، جھنگ) اپنی تالیفات میں جگہ بہ جگہ لکھ چکے ہیں کہ ''خاندان امیر معاویہ خاندان بنوہاشم کے قریب تر ہے، یہ کوئی غیر قبیلہ نہیں بلکہ سب اولادِ عبدِ مناف ہیں نیز یہ بھی واضح ہوا کہ ہر دو خانوادوں میں قبائلی عصبیت اور نسلی تعصب نہ تھا۔ اسلام لانے کے بعد دیرینہ عداوتیں اور دھڑے بندیاں ختم ہو چکی تھیں۔'' (سیرۃ امیر معاویہ، ص: ۶۴)

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تمام الزامات کو بہ دلائل رد کر چکے تھے جو سبائی بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لگائے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کا خط لکھنا، مہر لگا اور ان کے ایک غلام کے ذریعے مصر بھیجا جانا بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ باطل قرار دے چکے تھے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی کئی جعلی خطوط لکھے گئے تھے جن کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوٹ گیا تھا......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہہ چکے تھے اگر آپ نے قصاص عثمان نہ لیا تو معاویہ غالب آجائیں گے، لیکن تمام اصحابِ رسول علیہم الرضوان کو اُمّت نے مجتہد مانا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد کی روشنی میں کسی کی ہدایات کے پابند نہیں تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے۔ لہٰذا دونوں نے اپنے اجتہاد پر مخلصانہ عمل کیا۔ جنگِ جمل میں صلح ہوچکنے کے بعد رات میں سبائی ٹولے نے جنگ چھیڑ دی، اس طرح جنگ صفین میں سبائی بلوائیوں ہی نے حضرت علی کو غلط مشورے دیے۔ مقالہ نگار مسٹر عابد علی (پشاور) نے خود ہی آخر میں تسلیم کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا، جو یہودی النسل تھا، نے ''کوفہ، بصرہ، (مصر) وغیرہ میں منافق پارٹیوں کو منظّم کیا۔ لیکن موصوف نے بلا دلیل یہ بھی لکھ دیا کہ ان کے ساتھ مروان کا ہاتھ بھی تھا'' (مروان حضرت عثمان کے داماد اور ان کے دو بیٹے حضرت علی کے داماد تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے) اصل میں بقول انجم نیازی

حدیث اور قرآں ہے ماخذ ہمارا کہ تاریخ تو کوڑا کرکٹ ہے سارا

تاریخ کی صرف وہ روایات ہم قبول کریں گے جو قرآن وحدیث اور اصحابِ رسول کے خلاف نہ ہوں گی۔